بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا

نور الحسن راشد کاندھلوی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَم وَكَان فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً.

زبان دیکھنے میں انسانی جسم کا ایک بہت چھوٹا سا اور کمزور اعضاء میں سے ایک عضو ہے، مگر یہ چھوٹا عضو انسان کی ذات، شخصیت، علم وکمالات، فکر ودماغ اور نظریات وتعلیمات کی ترجمانی اور اس کی تاثیر میں دنیا کی سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے، اور عجیب بات یہ ہے کہ دنیا کے تمام خطوں، ملکوں اور علاقوں میں اس زبان کی ایک طاقتور کارفرمائی ہر وقت، ہر ایک فردِ بشر کے سامنے رہتی ہے۔ اس کی عالمگیری، جہاں گیری کی انتہا ہے اور نہ طاقت وترجمانی کی، اور اس سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگرچہ دنیا میں ہزار ہا ہزار زبانیں موجود ہیں، جو بولی جاتی ہیں، سمجھی جاتی ہیں، مگر ان کی نمائندگی وترجمانی کے لئے کوئی تحریری پیرہن موجود نہیں، نہ ان کو کسی بھی صورت لکھا جاسکتا۔ نہ پڑھا جاسکتا ہے، جو کچھ ہے، سب زبانی ہے، اس سے آگے کچھ نہیں، مگر ان ہزار ہاہزار زبانوں میں سے گنتی کی چند زبانیں ایسی ہیں کہ جن کا تحریری پیرہن بھی بہت عمدہ ہے، اور تعبیر وترجمانی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے، ان زبانوں میں بڑے سے بڑے خیال کی، اہم سے اہم فکر ونظریات کی عمدہ سے عمدہ تعبیر نہ صرف ممکن ہے، بلکہ ہزاروں سال سے اس کے ایک سے ایک بہتر، ایک سے ایک عمدہ بلکہ یادگارِ زمانہ، بے نظیر وبے مثال نمونے سامنے آتے رہے اور آتے رہتے ہیں۔

یہ وہ زبانیں ہیں، جن کو حق تعالیٰ شانہ نے قوت اظہار وبیان اور تلقی وترقی ونمو سے نوازا ہے، ہر وقت ان کی تحریرات اور ان میں تصنیف وشاعری کے اسالیب کا اضافہ ہوتا رہتا ہے، نئی نئی باتیں اور

ایسے ایسے خیالات وتصورات ان کے ذریعہ سے پیش کئے اور قلم بند کئے جاتے ہیں، کہ جن میں سے بعض شہ پاروں کی حیثیت حاصل کر لیتے ہیں، اور پوری دنیا میں ان کی پذیرائی اور استقبال ہوتا رہتا ہے اور وہ بعض قوموں وملکوں کی شان اوران کی پہچان بن جاتے ہیں، کہ جن میں سے بعض اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ بڑے سے بڑے صاحب علم وفن اور بڑے سے بڑے لکھنے پڑھنے والے، اس کو پڑھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ اس تحریر، اس کلام اوراس شاعری کی مثال ممکن نہیں، یہ تو معجز بیانی ہے، لیکن پھر کوئی خدا کا بندہ نمودار ہوتا ہے اوران تمام پرانی چیزوں سے آگے بڑھ کر کچھ لکھ دیتا ہے یا کہہ دیتا ہے، پھر اس کو ساری دنیا میں پڑھا جاتا ہے، اس کے ترجمے ہوتے ہیں، اوراس کوایک نمونہ اور مثال بنالیا جاتا ہے، یہ ایک بہت لمبا سلسلہ ہے، جو کئی زبانوں کے ساتھ جاری ہے، اور ہمیشہ جاری وباقی رہے گا، لیکن اس میں ایک بات جس سے کبھی بھی غفلت وذہول ہوجاتا ہے۔

یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ جس قدر بھی عالمی تحریری زبانیں ہیں، ان میں سے ہرایک کا اپنا ایک سانچہ، ایک ترتیب قواعداور ایسے خاص الفاظ ہوتے ہیں کہ جو زبان کا جوہر شمار کئے جاتے ہیں، ان کی دوسری زبان ولغات میں ترجمانی اور تعبیر تو ممکن ہے اور یہ ہمیشہ ہوتی بھی ہے، لیکن ان کے الفاظ کودوسری زبان کی تعبیر اوراس کے بنیادی نظام کو تباہ اور ختم کرنے کے لئے لکھنے اور استعمال کرنے کا کوئی تُک، کوئی معقولیت اور کوئی جواز نہیں، اس بے ڈھنگی تعبیر اور ترجمانی کا ہمارے قریب کے ماضی اور حال میں اچھا خاصا مگر غلط اور بے محل استعمال خوب نظر آرہا ہے، جس پر پابندی لگانے اوراس سے بچنے اور احتیاط کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔

اس وقت دنیا میں جو زبانیں عالمی حیثیت رکھتی ہیں، اوران کی بہت زیادہ پذیرائی بھی ہے، ہر طرح سے ان کا استعمال واستقبال بھی! وہ عربی وانگریزی ہیں، اگر چہ فرانسیسی، جرمن، عبرانی، چینی اور فارسی زبانیں بھی افق عالم پر خوب تابندہ وجلوہ گر ہیں، اوران کا اپنا ایک جہان تحریر وعمل ہے، لیکن پوری ملت اسلامیہ کے لئے سب سے زیادہ قابل توجہ، لائق احترام اور دین کے تمام کاموں کے لئے رہنما وبنیادی معلم زبان، عربی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سو سال سے خصوصاً انگریزوں اوران کے علاوہ بھی جو اسلام دشمن قوتیں کارفرما ہیں، انہوں نے اجتماعی طور پر منصوبے بنا کر مسلمانوں کواس زبان سے، اس کی تعبیرات سے دور کرنے کی کوشش کی اوراس کوشش ورَوش سے ہماری تحریر وتصنیف کی زبان بہت زیادہ

متأثر ہوئی اوراس نے کم ازکم عربی مبین کی راہ سے جس کوقرآن کریم نے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِين (۱)
فرمایاہے، ہٹانے اورمنحرف کرنے کی کوشش کی، یہ کوششیں سب سے زیادہ انگریزی اورفرانسیسی زبان
کے حوالہ سے ہوئیں،ان دونوں زبانوں کے بے شمارالفاظ کو بہت معمولی ترمیم وتغیر کے ساتھ،عربی زبان کا
حصہ بنادینے کاایک لمبامنصوبہ اورگہری سازش یااسکیم عمل میں لائی گئی، کہ بڑے بڑے اہل قلم،مصنفین ،
ادیبوں،صحافیوں اورشاعروں کے ذریعہ عربی کے عمدہ خوبصورت اورکثیرالجہات شاندارمعانی کوترک
کرکے،ان زبانوں کے الفاظ کومعرب کرکے،عربی تحریروں میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی۔

یہ کوشش اورسازش کسی ایک ادارہ یاچندافراد کی نہیں تھی ، بلکہ اس کے پیچھے ایک بڑا نظریہ اور
فلسفہ کارفرماتھا کہ ملت اسلامیہ کوقرآن کریم اوراحادیث نبویہ شریفہ کے پُر بہار،کثیرالمعانی،کثیرالبرکات
الفاظ سے محروم اوردورکرکے،ان کی جگہ اپنی زبانوں کے الفاظ اس طرح شامل کئے جائیں کہ وحی الٰہی
سے وابستہ الفاظ اورنورنبوت سے پُرفیض تعبیرات وکلمات ، ہمارے ذہنوں اورتحریرات سے بالکل نکل
جائیں اوریہ یادہی نہ رہے کہ کیالفظ تھا،اس کا کیاپس منظرتھااوراس کی کیاآفاقیت ومعنویت تھی؟

یہ بات یہاں تک بڑھی کہ سینکڑوں سے زیادہ الفاظ ہماری عربی مبین میں داخل کردیئے
گئے،عربی کے الفاظ خارج کرکےان کو چلایا گیا،جس سے صحیح عربی کا ذوق بھی متأثر ہوااورقرآن کریم
کی زبان ہونے کی وجہ سے عربی کے اندر جوایک خاص جاذبیت ، کشش اورقوت وتاثیرتھی ،اس پربھی
ضرب لگانے کی تدبیرکی گئی،جس کوکسی بھی پہلو سے اچھانہیں سمجھا جاسکتااورنہ سمجھنا چاہئے۔

کسی بھی زبان کے مفیداورصحیح الفاظ کوکسی دوسری زبان میں شامل کرلینابری بات نہیں ہےاور
یہ عمل وطریقہ ہزاروں سال سے جاری ہے،لیکن ایک منصوبہ بناکرخاص مقاصد کے لئے عربی زبان کو
متأثروتباہ کرنااوراس کی جو بلندتعبیرات اورعربی مبین کی معنویت وصفات ہیں،ان کومتأثرومتغیرکرنے
کی منصوبہ بندی[Planing] کسی بھی صورت اورکبھی بھی پسندیدہ نہیں کہی جاسکتی،اس سے احتیاط
واحتراز بہت ضروری ہے،جن لوگوں نے اس سازش کوعملی شکل دی،اس کوآگے بڑھایااورپھیلایا،انہوں
نے ایسی ہوشیاری برتی اورایسی باریک چالیں چلیں، کہ امت کے بڑے بڑے اہل علم ،اہل قلم،مشاہیر،

(۱)سورۃالشعراء،آیت:۱۹۵ ــــ کھلی عربی زبان میں۔ترجمہ شیخ الہند

صلحاء اور مفکرین اساتذہ بھی غیر محسوس طریقہ پر اس کا شکار ہوتے چلے گئے، جس کا دوہرا نقصان ہوا۔

عربی مبین کمزور اور اجنبی ہوتی گئی اور فرنگی زبان کے یہ الفاظ وتعبیرات ہماری تحریرات وفکر میں داخل ہوتی گئیں، جس کا ہماری تہذیب اور ہماری زندگی پر بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوا اور ہو رہا ہے، ایسے الفاظ پر توجہ اور ان کی اصلاح کی کوشش ہر پہلو سے نہایت ضروری ہے اور یہ کوشش پہلی بار نہیں ہو رہی، اس سے پہلے متعدد علماء اس پر کم زیادہ توجہ دلا چکے ہیں، مثلاً جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی نے کراچی سے المنجد کا اردو ترجمہ شائع کرایا تھا، اس وقت اس پر ایک مفصل اردو مقدمہ بھی لکھا تھا اور ایسے چند الفاظ کی واضح نشاندہی اور تردید کی تھی، جن میں صاحب المنجد نے معنوی تحریفات کی تھیں اور اسلامی، شرعی الفاظ کے معانی میں ترمیم وتغیر کیا تھا۔ (۱)

اسی طرح اب جب بھی ایسا کام ہو کہ جس کی زد عربی مبین پر پڑتی ہو، تو اس کی تردید تو واجب ہے۔

ضرورت تھی کہ اس گہری مگر بظاہر غیر محسوس سازش کا پردہ چاک کیا جائے، **بِلسان عربي مبين** کی ترجمانی وتعبیرات کو پھر سامنے لایا جائے اور جو انگریزی تعبیرات عربی میں شامل کر دی گئیں اور کی جا رہی ہیں، اس کی ایسی نشاندہی ہو کہ ہمارے اس دور کے پڑھنے والے اور آئندہ آنے والے ان سے بچیں اور احتیاط کی کوشش کریں اور پھر اپنی اسی صراط قویم اور جادۂ مستقیم پر آ جائیں، جس کا ان الفاظ میں ارشاد وتذکرہ ہوا ہے:

" اَحبُّوا العرب لثلاثٍ، لأني عربي والقُرآن عربي وكلام أهل الجنة عربي "(۲)

ہماری فلاح وکامیابی، عربی مبین سے وابستگی میں ہے اور زبانوں کا جاننا، پڑھنا، سیکھنا پسندیدہ ہے، ان پر بھی پوری توجہ ہونی چاہئے اور ان سے ہر طرح فائدہ بھی اٹھانا چاہئے، لیکن ان کی قیمت پر عربی زبان کو تباہ یا خراب کرنے کا کوئی تُک اور جواز نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اصل کی طرف رجوع

(۱) مقدمہ المنجد اردو ص: ۷ تا ص: ۳۱ کراچی۔ نومبر ۱۹۶۷ء

(۲) رواه الطبراني والحاكم والبيهقي عن ابن عباسؓ مرفوعاً، لكن فيه ضعف، ورواه الطبراني أيضا عن أبي هريرة بلفظ آخر. كشف الخفاء ومزيل الإلباس، علامه اسماعيل عجلوني ص: ٥٤. طبع سوم بيروت. ١٣٥١ھ

کریں اور صاف صاف اعلان کردیں کہ:

ہوتا ہے جادہ پیماں پھر کارواں ہمارا

مولانا ہدایت اللہ آسامی صاحب نے اپنی تازہ تالیف ''عربی حروف میں فرنگی زبان'' میں اس پہلو پر اچھی خاصی روشنی ڈالی ہے اور عربی مبین کی بہترین وکالت، نمائندگی اور ترجمانی کی ہے۔ یقیناً مولانا کی بعض باتوں سے اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن اس کتاب کا جو اصل پیغام ہے اور اس میں جس گہرائی، وسعت مطالعہ، توجہ اور مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کے ساتھ اس موضوع کا احاطہ کیا ہے، وہ یقیناً بہت عمدہ، مفید اور رہنما تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور خاص طور سے عربی زبان کے طالب علموں کو، اس کتاب کو سمجھنے، پڑھنے اور اس کی روشنی میں اور اس عربی کی روشنی میں جو کتاب اللہ کی ہے، جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، جو حضرات صحابہؓ کی ہے، جو ہمارے قدیم علماء کی ہے، اس کا احیاء واجراء کریں۔

میرے خیال میں اس میں یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس نے کیا کہا، بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا کہا گیا اور کیا صحیح ہے۔ ہمارے یہاں ایک بنیادی اصول اور ہدایت یہ ہے کہ:

''أُنظر إلى ما قال و لا تنظر إلى من قال''

اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے، غلطی چھوٹوں سے نہیں بڑوں سے بھی ہوسکتی ہے اور بڑوں کی غلطی زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے، اس میں ناراض ہونے اور بلاوجہ تقلید سلف نہ کرنی چاہئے، صحیح کی تلاش اور اس کا کامل اتباع بہرحال ضروری ہے۔ میں یہ کہہ کر اپنی بات ختم کرتا ہوں:

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

املاء:

نور الحسن راشد کاندھلوی

مولویان، کاندھلہ، ضلع شاملی [یوپی]

۲۶ رشوال المکرّم ۱۴۴۷ھ ــــ ۱۵ راپریل ۲۰۲۶ء